سوال و جواب بعد از خطاب حضور انور ایدہ اللہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعد وہاں پر موجود ممبرانِ پارلیمنٹ میں سے بعض نے سوالات بھی پوچھے۔

☆ **سب سے پہلے لبرل پارٹی کے ممبر آف پارلیمنٹ Mr Han ten Broeke صاحب نے کہا:** سب سے پہلے حضور انور کی یہاں تشریف آوری پر میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد موصوف نے سوال کیا کہ آپ نے اپنے ایڈریس میں قرآن کریم کے حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ آپ اسلام اور قیامِ امن کے حامی ہیں۔ دوسری طرف ہمیں اسلامی دنیا میں ظلم، دہشتگردی، فساد اور بدامنی نظر آتی ہے۔ اس ضمن میں مَیں آپ کے سامنے دو سوالات رکھنا چاہتا ہوں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ اس وقت اسلام اور اسلام کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کی جارہی ہے۔ کیا اس قسم کی تنقید کا ردِعمل قرآن کریم کی آیات کے مطابق دکھانا چاہئے یا پھر ملکی قانون کے مطابق اس کا جائزہ لینا چاہئے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ لوگ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو بھول چکے ہیں اور جن باتوں پر وہ عمل کررہے ہیں وہ اسلامی تعلیمات نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے میری تقریر میں یہ بات واضح تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کا دوسرا سوال یہ تھا کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والی تنقید کا ردِعمل کس طرح ہونا چاہئے؟ اس حوالہ سے حال ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ باتیں کہی گئیں اور آپ کے مقام کو ٹھیس پہنچائی گئی اور اس پر امت مسلمہ کی طرف سے شدید ردِعمل ظاہر ہوا۔ لیکن اس موقع پر ہمارا ردِعمل کیا تھا؟ اس طرح کسی کو ماردینا یا اور ملکی قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لینا سراسر غلط ہے۔ ہم نے ہرگز اس طرح کا ردِعمل نہیں ظاہر کیا بلکہ ہمارا ردِعمل یہ تھا کہ میں نے اپنے خطبات میں جو ایم ٹی اے پر نشر ہوتے ہیں اور پوری دنیا سنتی ہے ان خطبات میں واضح طور پر کہا تھا کہ اس قسم کا ردِعمل بالکل غلط ہے۔ اصل ردِعمل یہ ہونا چاہئے کہ ہم اسلام کی پرامن تعلیمات کو اپنائیں اور ہر احمدی مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال کے ذریعہ اسلامی تعلیمات کا اظہار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے جو خدا تعالیٰ کے بندوں کی شان میں گستاخی کررہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمام مذہبی شخصیات کا احترام کرنا چاہئے قطع نظر اس کے کہ وہ اسلام کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا پھر اور کوئی اور دوسرے نبی ہیں۔ اگر آپ کسی نبی یا کسی بھی مذہبی لیڈر کو مذاق کا نشانہ بنارہے ہیں تو پھر قدرتی طور پر بعض لوگوں کی طرف سے ردِعمل کا اظہار ہوگا اور وہ بدلہ لینے کی کوشش کریں گے کیونکہ بسا اوقات ایسے لوگوں کیلئے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہوجاتا ہے۔ تو یہ دو طرفہ بہاؤ ہے۔ کچھ دو اور کچھ لو والی بات ہے۔ پس ہر ایک کو دوسرے کی عزت کرنی چاہئے اور یہ بنیادی انسانی اقدار ہیں۔ پس ہمیں انسانی اقدار کو بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک ملکی قانون کا تعلق ہے کہ آپ کو قانون اجازت دیتا ہے کہ آپ جو چاہیں بولیں تو اس حوالہ سے میں پہلے بھی بیان کرچکا ہوں کہ یہ قوانین تو انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں اور اسی لئے وقتاً فوقتاً ان قوانین میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ دنیا کے ہر خطہ میں جہاں بھی قوانین بنتے ہیں وہاں کچھ عرصہ کے بعد ترامیم کردیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ خود ہی اس قانون سے مطمئن نہیں ہوتے جو آپ نے نافذ کیا ہوتا ہے۔ جب حالات بدلتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ ہمیں قانون بھی تبدیل کردینا چاہئے کیونکہ یہ قانون اپنے اندر آج کل کے مسائل کا حل نہیں رکھتا۔ اس لئے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ملکی قانون مکمل ہے۔ اگر کسی ملک کا قانون کسی رہنما یا کسی بھی شخص کے ساتھ جسے آپ پیار کرتے ہوں اس کے ساتھ توہین آمیز سلوک کرنے کی اجازت دیتا ہے تو کیا یہ قانون درست ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ٹھیک ہے آپ کے پاس حق ہے کہ آپ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں لیکن میرے خیال میں آپ کے پاس یہ حق نہیں ہونا چاہئے کہ آپ میرے سامنے ایسے شخص کے خلاف گند اچھالیں جسے میں پیار کرتا ہوں۔ اگر یہاں مغربی ممالک میں آپ کے پاس ہر شخص کے خلاف چاہے وہ نبی ہو یا کوئی رہنما ہو یا کوئی اور ہو کھل کر بولنے کا حق ہے تو میرا خیال ہے کہ بنیادی انسانی اقدار آپ کو ایسا کرنے سے منع کرتی ہیں۔ اس لئے آپ کو اس آزادی پر کچھ نہ کچھ پابندی لگانی ہوگی ورنہ دنیا میں بے چینی اور بدامنی پیدا ہوگی اور یہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ کو اس قسم کے ردِعمل کے نتیجہ میں اچھا تجربہ ہوا ہے تو پھر ٹھیک ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس کو جاری رہنا چاہئے۔ لیکن اگر آپ دیکھ رہے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کے نتیجہ میں مسلمان دنیا کی طرف سے شدید ردِعمل کا اظہار ہورہا ہے تو پھر آپ کو سوچنا چاہئے کہ ہم ان باتوں پر زور کیوں دے رہے ہیں جن سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ رہی ہے۔ پس میرے نزدیک انسانی اقدار کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔

☆ **اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ Mr Michiel Servaes جن کا تعلق لیبر پارٹی سے ہے نے سوال کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے حضور انور کی پارلیمنٹ میں** تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور پھر کہا کہ میں اسی سوال کو **آگے لے کر چلنا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ بعض اوقات دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اور میں خود بھی دوسروں کا احترام کرتے ہوئے لوگوں سے کہوں** گا کہ وہ دوسرے مذاہب کا احترام کریں بلکہ جو کسی مذہب پر نہیں ہیں ان کا بھی احترام کریں۔ دوسری طرف میں اس **اصول پر بھی یقین رکھتا ہوں جسے ایک فرنچ فلاسفر نے بیان کیا کہ 'ضروری نہیں کہ میں تم سے متفق ہوں لیکن میں تمہاری آزادی اظہار کے حق کی دفاع کی خاطر مرتے دم تک لڑوں گا'** اس لئے میرا خیال ہے کہ ہر ایک کے پاس یہ حق ہے **کہ وہ کچھ بھی کہہ سکتا ہے۔** یہی وجہ ہے کہ آپ نے Wilder کی طرف سے دیئے گئے ریمارکس اور **اخبارات میں چھپنے والے گستاخانہ خاکوں کے بارہ تنقید کا اظہار کیا تھا۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ خاکہ بنانے والوں یا اسی طرح دوسرے اسلام کے خلاف ریمارکس دینے والوں نے جو بھی کیا وہ ان کا حق تھا یا نہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک آزادیٔ اظہارِ رائے کا تعلق ہے تو یہ حق آپ کے ملک کے قانون میں موجود ہے اور تقریباً ہر جمہوری ملک میں اس کی اجازت ہے کہ آپ جو کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ لیکن میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ باوجودیکہ آپ کو آزادی اظہار رائے کا حق حاصل ہے، اس آزادی پر کچھ نہ کچھ حد مقرر ہونی چاہئے۔ جب آپ دیکھیں کہ اس کے نتیجہ میں بدامنی پیدا ہوگی اور کسی کو تکلیف پہنچے گی تو وہاں آپ کو کچھ نہ کچھ حد مقرر کرنی پڑے گی۔ لیکن ہم تو اس کے باوجود دوسروں کی طرح ردِعمل کا اظہار نہیں کرتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے نزدیک دنیا میں امن کے قیام کی خاطر آپ کو انسانی اقدار کی تکریم کرنی ہوگی۔ اور انسانی اقدار یہی ہیں کہ دوسروں کے جذبات کا خیال رکھیں۔ صرف یہ نہ ہو کہ جو آپ کہنا چاہتے ہیں یا جو آپ کے ذہن میں آئے آپ آزادی سے اس کا اظہار کردیں۔

ویسے بھی آپ دوسروں کے جذبات کا خیال رکھیں تو آپ کوئی بھی اس قسم کی بات کہنے سے پہلے دو مرتبہ سوچیں گے کہ اس کے نتیجہ میں مسائل پیدا ہوسکتے ہیں اور معاشرے کا امن خراب ہوسکتا ہے۔

☆ اس پر موصوف نے دوبارہ سوال کیا کہ جب آپ فریڈم آف سپیچ پر حد لگائیں گے تو کیا اس حد کو سیاسی رہنما غلط طور پر استعمال نہیں کریں گے؟ اس سے ملک میں بحث و مباحثہ ختم ہوجائے گا۔ اگر آپ فریڈم آف سپیچ پر ایک بھی حد مقرر کردیں تو کہاں کریں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ قانونی طور پر freedom of speech پر پابندی لگادیں بلکہ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ہمیں امن کی اہمیت اور دوسروں کے جذبات کی اہمیت کا احساس ہونا چاہئے۔ اگر ہم یہ احساس پیدا کرلیں تو پھر ہر عاقل شخص کسی دوسرے کے متعلق غلط بات کہنے سے پہلے دو مرتبہ سوچے گا۔ اگر آپ کے نزدیک معاشرہ کا امن سب سے مقدّم ہے تو پھر باوجودیکہ آپ کو اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے آپ اس قسم کی بات نہیں کریں گے۔ کم از کم جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو کسی کے بارہ میں بھی غلط نہیں کہوں گا۔ یہاں تک کہ روزمرہ کے معاملات میں، اپنے گھر میں اگر آپ اپنی بیوی کے جذبات کو تکلیف پہنچائیں گے یا اپنے بھائی کے یا کسی اور کے تو اس کے نتیجہ میں گھر میں بدامنی پیدا ہوجائے گی اور آپ کہیں گے کہ کاش میں نے اس طرح نہ کیا ہوتا تو حالات بہتر ہوتے۔ تو یہ سب آپ کی سوچ پر منحصر ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ چونکہ آپ آزاد ہیں اس لئے کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر semitism کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آپ یہود کے خلاف نہیں بول سکتے۔ دوسری جنگِ عظیم میں کیا ہوا تھا؟ ہر شخص کا حق ہے وہ کچھ بھی کہے لیکن اس کے باوجود بالعموم ان کے خلاف بات کرنا ناپسند کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض ایسے ممالک ہیں جہاں آپ یہود کے خلاف بولیں یا جو ہوا تھا اس کے بارہ میں بات کریں تو قانون آپ کی پکڑ کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کچھ نہ کچھ حدیں تو قانون نے پہلی ہی مقرر کی ہوئی ہیں۔

☆ **اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ Mr Pieter Omtzigt جن کا تعلق کرسچن ڈیموکریٹک پارٹی سے ہے انہوں نے کہا کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امن کے فروغ کے بارہ میں آپ کے خطاب پر بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ موصوف نے پوچھا کہ اس وقت مڈل ایسٹ میں سیریا اور عراق میں مذہب کے نام ظلم کئے جارہے ہیں۔ اور اسی طرح پاکستان میں مذہب کے نام پر احمدیوں پر مظالم ڈھائے جارہے ہیں اور لوگوں کو قتل کیا جارہا ہے۔ اس قتل و غارت اور ان مظالم کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور ان مظالم کو کیسے روکا جاسکتا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: اس وقت جو سیریا اور عراق میں ہورہا ہے تو ان کی لڑائی حکومت اور باغیوں کے درمیان

ہے۔ انہیں باغی بھی کہا جاتا ہے اور بعض لوگ انہیں حریّت پسند بھی کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ وہاں کی موجودہ قیادت اور حکومتوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن فریقین کو اسلحہ اور سامانِ حرب فراہم کیا جارہا ہے اور ان کی مالی طور پر بھی امداد کی جارہی ہے۔ ان ممالک میں ہتھیاروں کی کوئی فیکٹریاں تو نہیں ہیں۔ گو کہ ان کے پاس تیل موجود ہے لیکن اس جنگ کو جاری رکھنے کے لئے کافی فنڈنگ نہیں ہے۔ اگر آپ ان لوگوں پر پابندیاں عائد کردیں تو ان کے تیل کے ذخائر عالمی مارکیٹ میں فروخت نہیں ہوسکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کچھ عرصہ پہلے واضح طور پر بتایا تھا کہ اگر آپ باغیوں پر اور حکومت دونوں پر پابندیاں لگادیں اور جب تک یہ دونوں فریق ایک پُرامن حل کی طرف نہیں آجاتے اس وقت تک بڑی طاقتیں ان کی مدد نہ کریں۔ اگر آپ روس پر پابندیاں لگاسکتے ہیں اور ان کی اقتصادیات کو تباہ کرسکتے ہیں یا کسی حد تک ان کی اقتصادی حالت کو نقصان پہنچاسکتے ہیں تو پھر داعش کی حکومت کو کیوں نہیں روکا جاسکتا؟ وہ لوگ کہاں سے فنڈنگ حاصل کررہے ہیں؟ اور اپنا اسلحہ کہاں سے لے رہے ہیں؟ تو یہ آپ سیاستدانوں کا کام ہے کہ اس کو کیسے روکا جائے۔

☆ موصوف نے اسی حوالہ سے کہا کہ ہم یہ کیسے کرسکتے ہیں؟ آپ کے خیال میں یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے جو باغی مغربی ممالک سے مدد حاصل کررہے ہیں۔ ٹھیک ہے ان کے سیاسی مقاصد ہوں گے لیکن وہ لوگ پھر بھی اسلام کے نام پر ہی جنگ کررہے ہیں اور اسلام کے نام پر خلافت قائم کی ہے۔ اور لوگوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھا رہے ہیں۔ ان کے سر قلم کررہے ہیں اور اقلیتوں کو کہا جارہا ہے کہ وہ زائد ٹیکس ادا کریں اور انہیں مساوی حقوق نہیں دئے جارہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک ان کے اعمال کا تعلق ہے جیسے آپ نے کہا کہ وہ لوگوں کے سر قلم کررہے ہیں تو یہ اسلام کی جنگ نہیں ہے کیونکہ وہ صرف ان لوگوں کے سر نہیں قلم رہے جن کا تعلق دیگر مذاہب سے ہے یا پرانے قبائل سے ہے بلکہ وہ تو اُن مسلمانوں کے بھی سر قلم کررہے ہیں جن کا تعلق ان کے فرقہ سے نہیں ہے۔ تو یہ سب غیر اسلامی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر ان کی فنڈنگ روک دی جائے اور ان کے خلاف مضبوط پُرعزم کارروائی کی جائے تو وہ اس طرح لوگوں کے سر قلم نہ کرپائیں۔ اب یہ مسئلہ صرف سر قلم کرنے تک نہیں رہا بلکہ مزید بڑھ رہا ہے اور اس سے آگے چلا گیا ہے۔ اب روس بھی شام میں داخل ہوگیا ہے اور انہوں نے وہاں اپنا ہوائی اڈا قائم کرلیا ہے اور فضائی حملے کررہے ہیں۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ وہ زمینی طور پر فوجوں کو بھیجیں۔ ابھی آج یا کل ہی ترکی کے بارڈر کے پاس انہوں نے ہوائی حملہ کیا ہے اور NATO نے بھی سخت تشویش کا اظہار کیا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ اب یہ جنگ ان ممالک کی سرحدوں سے باہر نکل رہی ہے اور مختلف بلاکس بن رہے ہیں۔ اگر روس اور امریکہ کے بیچ براہِ راست حملہ ہوتا ہے یا NATO کا کوئی اور ملک اس میں شامل ہوتا ہے تو دنیا عظیم تباہی کی طرف چلی جائے گی۔ اور یہی چیز میرے لئے سب سے زیادہ تشویش کا باعث ہے۔ تو جہاں تک سر قلم کرنے کا تعلق ہے تو یہ غیر اسلامی فعل ہے۔ اس کا ثبوت نہ تو قرآن سے ملتا ہے اور نہ ہی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے۔ لیکن اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے خلاف سنجیدگی کے ساتھ کارروائی کی جائے تو آپ اس صورتحال کو روک سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک بار پھر مَیں کہوں گا کہ یہ بڑی طاقتوں کا فرض ہے۔ یا تو ان کے ہمسایہ مسلمان ممالک کو مدد فراہم کریں کہ وہ داعش کے خلاف کارروائی کریں یا پھر کم از کم ان کی فنڈنگ ہی روک دیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ فنڈز کے بغیر اور اسلحہ اور سامانِ حرب کے بغیر کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ اور وہ یہ سب کچھ خود نہیں بنا رہے۔ وہ لوگ خفیہ طور پر مغربی ممالک سے ہتھیار خرید رہے ہیں۔ مجھے نہیں پتہ کہ وہ یہ کس طرح کررہے ہیں لیکن لگتا یہی ہے کہ وہ خفیہ طور پر کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس قسم کی خرید کے معاہدات offshore ہوتے ہیں۔ پس اگر آپ ان لوگوں پر حقیقی پابندیاں لگائیں تو آپ ان لوگوں کو کنٹرول کرسکتے ہیں۔ لوگوں کے سر قلم کرنا اور اس طرح کی دوسری باتیں اب تو معمولی بن کر رہ گئی ہیں اور بڑی مصیبت جو سامنے نظر آرہی ہے وہ مختلف blocks کا بننا ہے۔ آپ کو اس پر غور کرنا چاہئے۔

☆ **اس کے بعد ممبر آف پارلیمنٹ Mr Sjoerd Sjoerdsma جو کہ ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبر ہیں نے کہا کہ ہمیں اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے تفصیل سے آگاہ کرنے کا بہت شکریہ۔ میں آپ کی امن اور انسانی حقوق کے لئے کوششوں کی قدر کرتا ہوں۔ سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ممالک میں جو نوجوان متاثر ہوکر دیگر ممالک میں جارہے ہیں اور انتہاپسندوں کے ساتھ مل رہے ہیں۔ ان نوجوان مرد و خواتین کو آپ کیا کہنا چاہیں گے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ جانتے ہیں کہ مغرب میں نوجوان افراد جو انتہاپسند بنتے جارہے ہیں اور سیریا اور عراق جارہے ہیں اور ISIS حکومت یا جو بھی اسے کہتے ہیں، اس حکومت کے لئے لڑ رہے ہیں۔ یہ تمام مایوس اور بے چین افراد ہیں۔ 2008ء میں جو معاشی بحران آیا تھا تو اس میں بہت سے نوجوان مایوسیت کا شکار ہوگئے تھے۔ صرف یوکے میں ہی 2.6 ملین افراد اس بحران کے باعث بے روزگار ہوئے اور دنیا کے دیگر حصوں میں بھی لاکھوں افراد متاثر ہوئے۔ جو افراد یہاں سے متاثر ہوکر جارہے ہیں ان میں سے بڑی تعداد ان افراد کی ہے جو ایشیائی ممالک سے آنے والے مہاجرین ہیں اور بدقسمتی سے یہ مسلمان بھی ہیں۔ تو مختصراً یہ بتاتا ہوں کہ ان افراد میں مایوسی تھی اور جب ان افراد کو ان تنظیموں کی جانب سے بڑی رقوم کے معاوضے کی پیشکش ہوئی تو وہ متاثر ہوگئے۔ تو یہ صرف مذہبی وجہ نہ تھی بلکہ معاشی وجہ بھی تھی۔ اگر انہیں یہاں نوکریاں دی جاتیں تو میرا خیال ہے کہ ان میں سے آدھے افراد یہاں رہ جاتے۔ یوکے میں jobs کا نظام کافی بہتر کیا گیا ہے لیکن اس سے سب سے کم فائدہ اٹھانے والے نوجوان ہیں۔ تو جب ان نوجوانوں کو بھاری رقوم کی پیشکش کی گئی تو یہ متاثر ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص کو ماہانہ چار سے چھ ہزار ڈالر دیے جاتے ہیں۔ میں پھر وہی بات دہراؤں گا کہ یہ فنڈز کہاں سے آرہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ: اب صورتحال تبدیل ہوگئی ہے۔ اب انٹرنیٹ کے ذریعہ افراد کو گھیرا جارہا ہے اور کہا جارہا ہے کہ شام، عراق جانے کی بجائے اپنے اپنے ممالک میں رہ کر ہی ہمارے ایجنڈے پر کام کرو۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ اگلا حملہ سائبر حملہ ہوگا۔

اب یہ ایک بہت بُرا چکر چل پڑا ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ صرف ایک ہی حل ہے کہ اس کو جڑوں سے ختم کیا جائے۔ ورنہ وہ جائیں یا نہ جائیں مغربی دنیا کے لئے وہ بہت بڑا خطرہ ہیں۔ اب سیریا سے مہاجرین آرہے ہیں اور ISIS کے نمائندہ نے یہ بیان دیا ہے کہ ہر پچاس سیرین مہاجرین میں ایک ISIS کا اہم رکن ہوتا ہے۔ تو ایک اہم وجہ معاشی وجہ ہے۔ پھر یورپ کے مقامی باشندے بھی radicalize ہورہے ہیں اور یہ بھی کہا جارہا ہے کہ یہ افراد ایشین افراد سے زیادہ سفّاک ہیں۔ تو واحد راہ یہی ہے کہ ان کی فنڈنگ اور سپلائی کو ہر حال میں ختم کیا جائے۔

☆ **اس کے بعد Mr Harry Van Bommel جو کہ کمیٹی برائے امورِ خارجہ کے قائمقام چیئرمین ہونے کے ناطے اس پروگرام کی میزبانی کررہے تھے، نے کہا کہ آخری سوال احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے حوالہ سے ہے۔ بہت سے ممالک میں ان پر ظلم ڈھائے جارہے ہیں اور خاص کر مسلمان ممالک میں، جن میں پاکستان اور سعودی عرب سرِفہرست ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان مظالم کے حوالہ سے ہمیں بطور یورپین پارلیمنٹیرینز کے کیا کرنا چاہئے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ آجکل ہر جگہ جمہوریت ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ محدود قسم کی جمہوریت یا جمہوریت کی تبدیل شدہ قسم ہے۔ اور یہ ممالک مغربی ممالک سے مدد لیتے ہیں۔ تو جہاں کہیں بھی آپ ظلم ختم کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کی حکومتوں سے رابطہ کریں۔ یہ نہیں ہے کہ صرف احمدیوں پر مظالم ہو رہے ہیں، بعض جگہوں پر عیسائیوں اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والوں پر بھی مظالم ہورہے ہیں۔ تو ایک یہی راہ ہے کہ حکومتوں سے رابطہ کیا جائے اور انہیں کہا جائے کہ اپنے قوانین اس نہج پر بنائیں کہ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے اور ہر فرد کو آزادیِ اظہار اور آزادیِ مذہب حاصل ہو۔ بعض ممالک ایسے ہیں جو قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، لیکن قرآنِ کریم تو کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اگر دین میں جبر نہیں ہے تو پھر ظلم کیوں کئے جارہے ہیں۔ تو ان پر اگر آپ دباؤ ڈالیں تو حل نکل سکتا ہے۔ یہ صرف احمدیوں کا مسئلہ نہیں ہے، دیگر بہت سے افراد کا مسئلہ ہے جن کے حقوق سلب کئے جاتے ہیں۔ ایسے سب افراد کی مدد کرنی چاہئے۔

☆ **اس کے بعد موصوف ممبر آف پارلیمنٹ Harry van Bommel نے پروگرام کے آخر میں کہا:** آپ کا بہت شکریہ۔ میں سٹینڈنگ کمیٹی برائے فارن افیئرز کی جانب سے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہم سے خطاب کیا، اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مجھے علم ہے کہ ابھی آپ مزید چند دن تک ہالینڈ میں ہی ہیں۔ میں آپ کے مقصد میں کامیابی کے لئے نیک خواہشات رکھتا ہوں اور ہم ایک دن پھر آپ کو پارلیمنٹ میں دیکھنا چاہیں گے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ آپ سب کا بھی بہت بہت شکریہ۔

تقریب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فارن افیئرز کمیٹی کے ممبران پارلیمنٹ کو تحائف عطا فرمائے۔

بعد ازاں ممبران پارلیمنٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

چیئرمین فارن افیئرز کمیٹی Mr. Harry Van Bommel نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پارلیمنٹ کی بعض عمارات کا تعارف کروایا۔ اس دوران بھی پارلیمنٹ کے بعض ممبران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ باری باری تصاویر بنواتے رہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پارلیمنٹ کے بیرونی صحن میں تشریف لے آئے۔ پارلیمنٹ کی اس تقریب میں شرکت کرنے والے ممبران پارلیمنٹس اور دیگر ممالک سے آنے والے ممبران پارلیمنٹس اور دیگر حکام اور مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقاتیں کیں۔ سبھی حضور انور سے ملے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ان سے گفتگو فرمائی۔ یہاں بھی ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ اس دوران چیئر مین فارن افیئرز کمیٹی حضور انور کے ساتھ کھڑے رہے۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ کی عمارت سے ملحقہ ہوٹل "Nieuws Poort" تشریف لے گئے جہاں بعض مہمانان کرام سے ملاقات اور بعد میں اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام ممبران پارلیمنٹ اور مہمانوں کے لئے ڈنر کا انتظام کیا گیا تھا۔

چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل تشریف لے آئے جہاں باری باری بعض مہمان آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرتے رہے۔